تصحیح شدہ سوم ایڈیشن: ماہِ شعبان 1442ھ/ مارچ 2021

ماہِ شعبان اور شبِ برأت سے متعلق دینی تعلیمات کو سمجھنے کے لیے ایک عام فہم مختصر رسالہ

ماہِ شَعُبان اور شَبِ بَرأت

حقیقت - فضیلت - اعمال - غلط فہمیاں

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

اجمالی فہرست

پیش لفظ

تقریبًا دو سال پہلے ماہِ شعبان کے فضائل واحکام سے متعلق ایک رسالہ تحریر کیا تھا جو کہ الحمدللہ بہت ہی مفید ثابت ہوا، پھر گزشتہ سال ماہِ شعبان میں اس کو اپنے ’’سلسلہ اصلاحِ اَغلاط‘‘ کے تحت نظر ثانی اور اضافہ کے ساتھ قسط وار شائع کیا، پھر انھی اقساط کو یکجا کر کے مذکورہ رسالے کا دوم ایڈیشن شائع کردیا گیا،اب اس سال مزید تصحیح کے ساتھ اس کا سوم ایڈیشن شائع کیا جارہا ہے۔

حضرات اہلِ علم سے درخواست ہے کہ اس تحریر میں کسی قسم کی کوئی غلطی نظر آئے تو ضرور مطلع فرمائیں، بندہ ممنون رہے گا۔ جزاکم اللہ خیرًا

اللہ تعالیٰ اس محنت کو قبول فرما کر بندہ کے لیے، بندہ کے والدین، اہل وعیال، خاندان، تایا جان مرحوم، اساتذہ کرام، حضرات اکابر، احباب اور پوری امتِ مسلمہ کے لیے صدقہ جاریہ اور ذخیرۂ آخرت بنائے۔

بندہ مبین الرحمٰن
محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی
شعبان المعظم 1442ھ/مارچ 2021
03362579499

ماہِ شعبان کی فضیلت:

شعبان قمری یعنی اسلامی سال کا آٹھواں مہینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مہینے کو بڑی ہی فضیلت عطا فرمائی ہے، اس میں شبِ برأت جیسی عظیم رات بھی ہے۔ ماہِ شعبان کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ جب رجب کا مہینہ شروع ہوتا تو حضور اقدس ﷺ یہ دُعا مانگتے:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ رَجَبٍ وَّشَعْبَانَ، وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ.

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے لیے ماہِ رجب اور ماہِ شعبان میں برکت عطا فرما اور ہمیں ماہِ رمضان تک پہنچا۔

- کتاب الدعاء للطبرانی:

٩١١- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا دَخَلَ رَجَبُ قَالَ: «اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي رَجَبٍ وَّشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ». (باب القول عند دخول رجب)

اس دعا کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ! ماہِ رجب اور ماہِ شعبان میں اپنی عبادات اور اِطاعت کی توفیق عطا کرکے ان میں برکت عطا فرمایئے اور ہمیں ماہِ رمضان تک پہنچا دیجیے تاکہ ہم اس مبارک مہینے کے اعمال، فضائل وبرکات اور انوارات سے مستفید ہوسکیں۔ اس لیے ماہِ شعبان کے آغاز میں بھی یہ دعا مانگ لینی چاہیے۔

- مرقاۃ المفاتیح شرح المشکاۃ میں ہے:

(وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ رَجَبُ) مُنَوَّنٌ وَقِيلَ: غَيْرُ مُنْصَرِفٍ (قَالَ: اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا) أَيْ: فِي طَاعَتِنَا وَعِبَادَتِنَا (فِي رَجَبٍ وَّشَعْبَانَ، وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ) أَيْ: إِدْرَاكَهُ بِتَمَامِهِ، وَالتَّوْفِيقَ لِصِيَامِهِ وَقِيَامِهِ.

تنبیہ:

اس دعا کی اسنادی حیثیت سے متعلق بندہ نے اپنے رسالے ”ماہِ رجب: فضائل، اعمال، بدعات اور غلط فہمیاں“ میں تفصیل ذکر کی ہے، وہیں ملاحظہ فرمائیں۔

ماہِ شعبان ماہِ رمضان کی تمہید ہے!

ماہِ شعبان کی فضیلت واہمیت اس لیے بھی ہے کہ اس کے متصل بعد ہی رمضان کا نہایت ہی مبارک مہینہ ہے، جس کے لیے ماہِ شعبان میں تیاری کرنے کا بہترین موقع میسر آجاتا ہے اور رمضان میں خوب سے خوب تر عبادات ادا کرنے کی پہلے ہی سے عادت ہو جاتی ہے، گویا کہ یہ مہینہ ماہِ رمضان کی تمہید ہے۔ اس لیے ماہِ شعبان میں عبادات کا اس لیے بھی اہتمام ہونا چاہیے تاکہ ماہِ رمضان میں عبادات کرنے میں سہولت رہے اور ماہِ رمضان کے فضائل وبرکات سے بھرپور فائدہ اٹھایا جاسکے۔

ماہِ شعبان کے اعمال:

شعبان کے مہینہ کی فضیلت اور اہمیت کا تقاضا یہ ہے کہ اس میں عبادات کا خوب اہتمام کیا جائے۔ یہ عبادات دن میں بھی ادا کی جاسکتی ہیں اور رات میں بھی، اس کے لیے کوئی وقت یا تاریخ خاص نہیں اور نہ ہی اس کے لیے کوئی خاص عبادت مقرر ہے، بلکہ ہر شخص اپنی وسعت کے مطابق پورے مہینے کے شب وروز میں موقع ومحل کے اعتبار سے جس قدر نوافل، ذکر وتلاوت، دعاؤں اور روزوں وغیرہ کا اہتمام کر سکتا ہے تو یہ بڑی ہی فضیلت کی بات ہے۔

ماہِ شعبان کے روزے:

ماہِ شعبان میں دیگر عبادات کی طرح روزے رکھنے کی بھی بڑی فضیلت ہے کیوں کہ اس مہینے میں حضور اقدس ﷺ سے کثرت سے روزے رکھنا ثابت ہے، احادیث ملاحظہ فرمائیں:

1۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں نے آپ کو ماہِ شعبان میں جس قدر کثرت سے روزے رکھتے ہوئے دیکھا اتنا کسی اور مہینے میں روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا، تو حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ’’یہ مہینہ جو کہ رجب اور رمضان کے درمیان ہے اس سے لوگ غافل ہوتے ہیں، یہ وہ مہینہ ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اعمال پیش

کیے جاتے ہیں تو میری خواہش ہے کہ میرے اعمال اس حالت میں پیش کیے جائیں کہ میرا روزہ ہو۔"

- سنن النسائی میں ہے:

٢٣٥٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ أَبُو الْغُصْنِ شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، لَمْ أَرَكَ تَصُومُ شَهْرًا مِنَ الشُّهُورِ مَا تَصُومُ مِنْ شَعْبَانَ، قَالَ: «ذَلِكَ شَهْرٌ يَغْفُلُ النَّاسُ عَنْهُ بَيْنَ رَجَبٍ وَرَمَضَانَ، وَهُوَ شَهْرٌ تُرْفَعُ فِيهِ الْأَعْمَالُ إِلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ فَأُحِبُّ أَنْ يُرْفَعَ عَمَلِي وَأَنَا صَائِمٌ».

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ ماہِ شعبان میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اعمال پیش کیے جاتے ہیں، اس لیے اس سے روزوں سمیت دیگر اعمال وعبادات کے اہتمام کی فضیلت واہمیت بھی معلوم ہو جاتی ہے۔

2۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ ماہِ شعبان میں کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے۔

- صحیح البخاری میں ہے:

١٩٦٩- عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ: لَا يُفْطِرُ، وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ: لَا يَصُومُ، فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ اسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ إِلَّا رَمَضَانَ، وَمَا رَأَيْتُهُ أَكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ فِي شَعْبَانَ. (بَابُ صَوْمِ شَعْبَانَ)

مذکورہ دو احادیث سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ حضور اقدس ﷺ ماہِ شعبان میں کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے، جس سے ماہِ شعبان کے روزوں کی فضیلت ثابت ہو جاتی ہے، اس لیے شعبان کا پورا مہینہ روزوں کے لیے بہت ہی موزون اور فضیلت والا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ اس مہینے میں کسی بھی دن روزہ رکھا جا سکتا ہے، ہر دن کا نفلی روزہ اپنی ذات میں اہمیت وفضیلت رکھتا ہے، چنانچہ ہر شخص اپنی وسعت وطاقت کے مطابق پورے مہینے میں جتنے بھی روزے رکھنا چاہے تو یہ سعادت کی بات ہے۔ ساتھ میں یہ بات بھی یاد

رہے کہ ماہِ شعبان میں روزے رکھنا زیادہ سے زیادہ مستحب عمل ہے جس کی بڑی فضیلت ہے لیکن اس کو ضروری سمجھنا اور اس معاملے میں حدود سے تجاوز کرنا ناجائز ہے۔

ماہِ شعبان کے آخری ایام میں روزے رکھنے کا حکم:

یہاں یہ مسئلہ بھی واضح رہے کہ ماہِ شعبان کے آخری دو تین دنوں میں روزے نہیں رکھنے چاہییں کیوں کہ احادیث میں اس کی ممانعت آئی ہے، اس ممانعت کی متعدد وجوہات ہیں:

- ایک تو اس لیے کہ ماہِ رمضان اور ماہِ شعبان کے ایام خلط ملط نہ ہوں۔
- دوسرا اس لیے کہ ماہِ رمضان پر کسی دن کے اضافے کا شبہ پیدا نہ ہو۔
- تیسرا اس لیے کہ ماہِ رمضان سے پہلے دو تین دن وقفہ کرکے رمضان کے روزوں اور عبادات کے لیے تازہ دم ہوا جائے۔

البتہ اگر کسی شخص کا پیر یا جمعرات یا کسی اور دن روزہ رکھنے کا معمول ہو اور یہ دن ماہِ شعبان کی آخری تاریخوں میں آجائیں تو ایسی صورت میں معمول کے مطابق شعبان کے آخری دو تین دنوں میں بھی یہ روزے رکھنا جائز ہے۔

(صحیح البخاری حدیث: 1914، 1969، سنن الترمذی حدیث: 684، 737، ہندیہ، رد المحتار، مرقاۃ، اصلاحی خطبات)

- صحیح البخاری میں ہے:

١٩١٤- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَتَقَدَّمَنَّ أَحَدُكُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صَوْمَهُ فَلْيَصُمْ ذَلِكَ الْيَوْمَ». (بَاب: لَا يَتَقَدَّمَنَّ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ وَلَا يَوْمَيْنِ)

- سنن الترمذی میں ہے:

٦٨٤- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا تَقَدَّمُوا الشَّهْرَ بِيَوْمٍ وَلَا بِيَوْمَيْنِ، إِلَّا أَنْ يُوَافِقَ ذَلِكَ صَوْمًا كَانَ يَصُومُهُ أَحَدُكُمْ، صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ، وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَعُدُّوا ثَلَاثِينَ ثُمَّ أَفْطِرُوا».

وَفِي البَابِ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ. رَوَاهُ مَنْصُورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِ هَذَا. حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَالعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ العِلْمِ: كَرِهُوا أَنْ يَتَعَجَّلَ الرَّجُلُ بِصِيَامٍ قَبْلَ دُخُولِ شَهْرِ رَمَضَانَ لِمَعْنَى رَمَضَانَ، وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يَصُومُ صَوْمًا فَوَافَقَ صِيَامُهُ ذَلِكَ فَلَا بَأْسَ بِهِ عِنْدَهُمْ.

- **دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن:**

''احادیثِ مبارکہ میں رمضان المبارک سے ایک یا دو دن پہلے روزے رکھنے کی ممانعت وارد ہوئی ہے، لہٰذا تیس شعبان کا روزہ نہ رکھنا چاہیے، ہاں! اگر کوئی شخص ایسا ہے جو ہر پیر اور جمعرات کو روزہ رکھتا ہو اور تیس شعبان پیر یا جمعرات میں سے کسی ایک دن آگئی تو وہ روزہ رکھ سکتا ہے، اسی طرح اگر کوئی شخص پورے شعبان روزے رکھتا ہو تو وہ بھی تیس شعبان کا روزہ رکھ سکتا ہے۔

- **الدر المختار وحاشیۃ ابن عابدین (رد المحتار) (2/ 381):**

(قوله: ولا يصام يوم الشك) هو استواء طرفي الإدراك من النفي والإثبات، «بحر». (قوله: هو يوم الثلاثين من شعبان) الأولى قول «نور الإيضاح»: هو ما يلي التاسع والعشرين من شعبان أي؛ لأنه لا يعلم كونه يوم الثلاثين؛ لاحتمال كونه أول شهر رمضان، ويمكن أن يكون المراد أنه يوم الثلاثين من ابتداء شعبان، فـ«من» ابتدائية لا تبعيضية، تأمل. فقط واللہ اعلم''

(فتویٰ نمبر: 144008200757، تاریخِ اجرا: 06-05-2019)

شبِ براَت کے فضائل و احکام

شبِ براَت کی حقیقت اور فضیلت:

ماہِ شعبان کی فضیلت کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ اس میں شبِ براَت جیسی عظیم الشان رات پائی جاتی ہے، یہ پندرہویں شعبان کی رات ہوتی ہے، احادیثِ مبارکہ سے اس کی بڑی فضیلت ثابت ہے۔ دیگر راتوں کی طرح یہ رات بھی مغرب ہی سے شروع ہو جاتی ہے۔ اس رات رحمتِ خداوندی کی تجلیات آسمانِ دنیا تک اُتر آتی ہیں، اس رات خصوصی طور پر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بخشش، رحمتیں اور مہربانیاں نازل فرماتا ہے، بندوں کی دعائیں قبول کرتا ہے، مانگنے والوں کی مرادیں پوری کرتا ہے اور سوالیوں کی جھولیاں بھرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ان خصوصی کرم نوازیوں کا سلسلہ پوری رات جاری رہتا ہے اور صبح صادق پر اختتام پذیر ہو جاتا ہے۔

اس رات اللہ تعالیٰ محض اپنے کرم سے مغفرت کا عام اعلان فرماتے ہوئے بے شمار بندوں کی بخشش فرما کر ان کو جہنم سے چھٹکارہ عطا فرماتا ہے۔ براَت کے معنی نجات پانے کے ہیں، چوں کہ اس رات اللہ تعالیٰ بہت سے لوگوں کو جہنم سے نجات دیتے ہیں اس لیے اس کو شبِ براَت کہا جاتا ہے۔

مغفرت سے محروم چند بدنصیب لوگ:

شبِ براَت مغفرت کی عظیم الشان رات ہے، لیکن کچھ بدنصیب ایسے بھی ہیں کہ جو اس عظیم رات بھی بخشش سے محروم ہو جاتے ہیں، معاذ اللہ، ایسے بدنصیبوں کا ذکر مختلف احادیث مبارکہ میں وارد ہے:

- کسی مسلمان کے لیے دل میں بغض اور کینہ رکھنے والا۔
- رشتہ داری توڑنے والا۔
- کسی مسلمان کو ناحق قتل کرنے والا۔
- بدکار عورت۔
- شرک اور کفر کرنے والا۔

- والدین کا نافرمان۔

بعض روایات میں ٹخنے چھپانے والے مرد اور شرابی کا بھی ذکر آیا ہے۔

ان احادیثِ مبارکہ کا درس یہ ہے کہ ان گناہوں سے بچنے کی بھرپور کوشش کی جائے، اور جو لوگ ان گناہوں میں مبتلا ہیں وہ ان سے سچی توبہ کر لیں تاکہ وہ شبِ برأت کو اللہ تعالیٰ کی مغفرت کے حقدار قرار پائیں۔
(شعب الایمان حدیث: 3548، 3555، 3557، سنن الترمذی حدیث: 739، مسند احمد حدیث: 6642، صحیح ابن حبان حدیث: 5665، شعبان و شب برأت کے فضائل و احکام از مفتی محمد رضوان صاحب دام ظلہم)

اس سے متعلقہ روایات آگے صفحہ نمبر 17 تا 19 میں ملاحظہ فرمائیں۔

شبِ برأت کے اعمال اور عبادات:

شبِ برأت بڑی فضیلت والی رات ہے، اس رات امت کے بزرگانِ دین عبادات کا خصوصی اہتمام فرماتے رہے ہیں، اس رات عبادات کے لیے جاگنا اجر و ثواب کا باعث ہے۔ اس لیے ہر شخص کو اپنی وسعت کے مطابق نوافل، ذکر و تلاوت اور دعاؤں وغیرہ کا اہتمام کرنے کی سعادت حاصل کرنی چاہیے۔ اخلاص کے ساتھ رات کا جس قدر بھی حصہ عبادات میں بسر کرنے کا موقع میسر آجائے تو فضیلت کی بات ہے، البتہ عبادات کا یہ اہتمام مساجد کی بجائے اپنے گھروں میں ہونا چاہیے اور یہی افضل ہے، اس لیے مساجد میں جمع ہو کر نفلی عبادات کا اہتمام کرنا شریعت کے مزاج کے موافق نہیں۔

ساتھ میں یہ واضح رہے کہ شبِ برأت میں قرآن و سنت سے کوئی بھی مخصوص عبادت ثابت نہیں، بلکہ اس میں عام عبادات جیسے نماز، تلاوت، ذکر اور دعاؤں وغیرہ ہی کا اہتمام کرنا چاہیے۔ آجکل بعض حضرات نے اس رات کے لیے مخصوص نمازیں اور عبادات بنا رکھی ہیں جن کا قرآن و سنت سے کوئی ثبوت نہیں، ان سے اجتناب کرنا ضروری ہے، جیسا کہ بعض لوگوں نے 15 شعبان یعنی شبِ برأت کے حوالے سے اپنی طرف سے ایک نماز ایجاد کر رکھی ہے کہ دو یا چار رکعات اس طرح ادا کی جائیں کہ پہلی رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد

فلاں سورت اتنی بار پڑھی جائے، دوسری رکعت میں فلاں سورت اتنی بار پڑھی جائے، تو واضح رہے کہ یہ بھی شریعت سے ثابت نہیں، اسی طرح بعض لوگ صلاۃ التسبیح یا کوئی اور نفل نماز باجماعت ادا کرنے کا اہتمام کرتے ہیں تو واضح رہے کہ یہ بھی جائز نہیں۔ اس لیے اپنی طرف سے کسی رات سے متعلق فضائل بیان کرنا یا عبادات خاص کرنا شریعت کے خلاف اور بہت بڑا جرم ہے۔

شبِ برأت میں دعا کی قبولیت:

حضرت امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ: ”ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ پانچ راتوں میں دعا زیادہ قبول ہوتی ہے، یعنی: جمعہ کی رات، عید الاضحیٰ کی رات، عید الفطر کی رات، ماہِ رجب کی پہلی رات اور پندرہ شعبان کی رات۔“ آگے فرماتے ہیں کہ: ”میں اس کو مستحب قرار دیتا ہوں۔“

- الأم للإمام الشافعي رحمه الله:

قَالَ الشَّافِعِيُّ: وَبَلَغَنَا أَنَّهُ كَانَ يُقَالُ: إنَّ الدُّعَاءَ يُسْتَجَابُ فِي خَمْسِ لَيَالٍ: فِي لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ، وَلَيْلَةِ الْأَضْحَى، وَلَيْلَةِ الْفِطْرِ، وَأَوَّلِ لَيْلَةٍ مِنْ رَجَبٍ، وَلَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ .....قَالَ الشَّافِعِيُّ: وَأَنَا أَسْتَحِبُّ كُلَّ مَا حُكِيَتْ فِي هَذِهِ اللَّيَالِي مِنْ غَيْرِ أَنْ يَكُونَ فَرْضًا. (الْعِبَادَةُ لَيْلَة الْعِيدَيْنِ)

- السنن الكبرى للبيهقي رحمه الله:

قَالَ الشَّافِعِيُّ: وَبَلَغَنَا أَنَّهُ كَانَ يُقَالُ إِنَّ الدُّعَاءَ يُسْتَجَابُ فِي خَمْسِ لَيَالٍ: فِي لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ، وَلَيْلَةِ الْأَضْحَى، وَلَيْلَةِ الْفِطْرِ، وَأَوَّلِ لَيْلَةٍ مِنْ رَجَبَ، وَلَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ.
(الْتِمَاسُ لَيْلَةِ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ)

یہ بات حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی منقول ہے، ملاحظہ فرمائیں:

- مصنّف عبد الرزاق:

٧٩٢٧- قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: وَأَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ الْبَيْلَمَانِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: خَمْسُ لَيَالٍ لَا تُرَدُّ فِيهِنَّ الدُّعَاءَ: لَيْلَةُ الْجُمُعَةِ، وَأَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ رَجَبٍ، وَلَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، وَلَيْلَتَيِ الْعِيدَيْنِ.

- فضائل الأوقات للبيهقي رحمه الله:

١٤٩- أَنْبَأَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ إِجَازَةً أَنَّ أَبَا عَبْدِ اللهِ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ الصَّنْعَانِيَّ أَخْبَرَهُمْ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ ابْنَ السَّلْمَانِيِّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: خَمْسُ لَيَالٍ لَا يُرَدُّ فِيهِنَّ الدُّعَاءُ: لَيْلَةُ الْجُمُعَةِ، وَأَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ رَجَبٍ، وَلَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، وَلَيْلَتَا الْعِيدِ.

اس بات کو حضرت امام شافعی رحمہ اللہ نے قبول فرمایا ہے، اور اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ شبِ برأت اپنی ذات میں بھی عبادت اور دعاؤں کی قبولیت کی رات ہے جیسا کہ ما قبل میں تفصیل بیان ہو چکی، اس سے معلوم ہوا کہ شرعی حدود میں رہتے ہوئے شبِ برأت میں دعا و عبادات کا اہتمام کرنا افضل اور بہتر ہے۔

شبِ برأت میں قبرستان جانے کا حکم:

حضور اقدس ﷺ سے زندگی میں صرف ایک بار اس رات قبرستان جانا ثابت ہے، تو اگر قبرستان جانا اس رات کے مستقل اعمال میں سے ہوتا اور سنت یا مستحب ہوتا تو یہ عمل متعدد بار ثابت ہوتا اور اسی طرح حضرات صحابہ کرام سے بھی اس کا معمول ثابت ہوتا، حالاں کہ احادیث سے ایسا کچھ بھی ثابت نہیں، اس لیے اگر کوئی شخص پندرہ شعبان کو زندگی میں ایک بار یا کبھی کبھار حضور اقدس ﷺ کی اتباع کی نیت سے چلا جائے تو یہ درست ہے، لیکن 15 شعبان کی رات قبرستان جانے کو سنت سمجھنا یا اس رات کے اعمال میں سے سمجھنا یا اس کا خصوصی اہتمام کرنا یا اجتماعی صورت میں جانا حتی کہ قبرستان میں چراغاں کرنا، قبروں پر پھول ڈالنا، عرقِ گلاب چھڑکنا یا ان جیسی دیگر بدعات و رسومات سرانجام دینا؛ ان سب باتوں کی دین میں کوئی حقیقت نہیں، بلکہ اپنی طرف سے ایجاد کردہ بدعات ہیں، جن سے اجتناب کرنا نہایت ہی ضروری ہے۔

شبِ برأت میں کھانا وغیرہ تقسیم کرنے کا حکم:

پندرہ شعبان کے دن یا رات میں خصوصیت کے ساتھ کوئی حلوہ، چاول وغیرہ پکانے یا تقسیم کرنے کا

اہتمام کرنا قرآن وسنت سے ہر گز ثابت نہیں، بلکہ یہ سب باتیں اپنی طرف سے ایجاد کردہ بدعات ہیں، اس لیے اس سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ (اصلاحی خطبات، فتاویٰ محمودیہ)

شبِ برأت میں چراغاں کرنا:

بعض لوگ اس رات مساجد، گھروں اور گلی کوچوں میں چراغاں کرتے ہیں، واضح رہے کہ یہ بھی غیر شرعی عمل ہے، اس لیے اس سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

پندرہ شعبان کا روزہ:

15 شعبان کے روزے سے متعلق ذخیرۂ احادیث میں صرف ایک حدیث ایسی ملتی ہے جس سے روزہ رکھنا ثابت ہوتا ہے، اور وہ ''سنن ابن ماجہ'' کی حدیث ہے، لیکن یہ حدیث ضعیف ہے۔ بعض اہلِ علم نے تو اس حدیث کو قبول فرماتے ہوئے اس دن روزہ رکھنے کو مستحب قرار دیا ہے، جبکہ دیگر اہلِ علم فرماتے ہیں کہ محض ایک ضعیف حدیث کی وجہ سے خصوصیت کے ساتھ 15 شعبان کے روزے کو سنت یا مستحب قرار نہیں دیا جاسکتا، البتہ اگر کوئی شخص اس دن روزہ رکھنا چاہے تو بہتر یہ ہے کہ ایامِ بیض یعنی 13، 14، 15 شعبان کے تین روزے رکھے جائیں کیوں کہ ہر اسلامی مہینے کی ان تاریخوں کو روزے رکھنے کی بڑی فضیلت ہے، تو اس طرح ان کے ضمن میں پندرہ شعبان کا روزہ بھی آجاتا ہے، یا صرف پندرہ شعبان کا روزہ اس نیت سے رکھا جائے کہ ویسے بھی شعبان کے مہینے میں روزے رکھنا بڑی فضیلت کی بات ہے تو یہ پندرہ شعبان بھی انہی میں سے ایک دن ہے اور ایامِ بیض میں سے بھی ہے، تو یہ بھی درست ہے، البتہ اس دن کو کوئی خاص فضیلت دینا ثابت نہیں۔

"اصلاحی خطبات" سے طویل اقتباس:

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دام ظلہم فرماتے ہیں:

اس رات کی فضیلت بے بنیاد نہیں:

واقعہ یہ ہے کہ شبِ براَت کے بارے میں یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ اس کی کوئی فضیلت حدیث سے ثابت نہیں، حقیقت یہ ہے کہ دس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے احادیث مروی ہیں جن میں نبی کریم ﷺ نے اس رات کی فضیلت بیان فرمائی، ان میں سے بعض احادیث سند کے اعتبار سے بیشک کچھ کمزور ہیں اور ان احادیث کے کمزور ہونے کی وجہ سے بعض علماء نے یہ کہہ دیا کہ اس رات کی فضیلت بے اصل ہے، لیکن حضرات محدثین اور فقہاء کا یہ فیصلہ ہے کہ اگر ایک روایت سند کے اعتبار سے کمزور ہو لیکن اس کی تائید بہت سی احادیث سے ہو جائے تو اس کی کمزوری دور ہو جاتی ہے، اور جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس کی فضیلت میں روایات موجود ہیں، لہٰذا جس رات کی فضیلت میں دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایات مروی ہوں اس کو بے بنیاد اور بے اصل کہنا بالکل غلط ہے۔

شبِ براَت اور خیر القرون:

امت مسلمہ کے جو خیر القرون ہیں یعنی صحابہ کرام کا دور، تابعین کا دور، تبع تابعین کا دور؛ اس میں بھی اس رات کی فضیلت سے فائدہ اٹھانے کا اہتمام کیا جاتا رہا ہے، لوگ اس رات کے اندر عبادت کا خصوصی اہتمام کرتے رہے ہیں، لہٰذا اس کو بدعت کہنا، یا بے بنیاد اور بے اصل کہنا درست نہیں، صحیح بات یہی ہے کہ یہ فضیلت والی رات ہے، اس رات میں عبادت کرنا باعثِ اجر و ثواب ہے اور اس کی خصوصی اہمیت ہے۔

کوئی خاص عبادت مقرر نہیں:

البتہ یہ بات درست ہے کہ اس رات میں عبادت کا کوئی خاص طریقہ مقرر نہیں کہ فلاں طریقے سے عبادت کی جائے، جیسے بعض لوگوں نے اپنی طرف سے ایک طریقہ گھڑ کر یہ کہہ دیا کہ شبِ براَت میں اس

خاص طریقے سے نماز پڑھی جاتی ہے، مثلاً پہلی رکعت میں فلاں سورت اتنی مرتبہ پڑھی جائے، دوسری رکعت میں فلاں سورت اتنی مرتبہ پڑھی جائے وغیرہ وغیرہ، اس کا کوئی ثبوت نہیں، یہ بالکل بے بنیاد بات ہے، بلکہ نفلی عبادات جس قدر ہوسکے وہ اس رات میں انجام دی جائے، نفلی نمازپڑھیں، قرآن کریم کی تلاوت کریں، ذکر کریں، تسبیح پڑھیں، دعائیں کریں؛ یہ ساری عبادتیں اس رات میں کی جاسکتی ہیں، لیکن کوئی خاص طریقہ ثابت نہیں۔

اس رات میں قبرستان جانا:

اس رات میں ایک اور عمل ہے جو ایک روایت سے ثابت ہے، وہ یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ جنت البقیع میں تشریف لے گئے، اب چونکہ حضور اس رات میں جنت البقیع میں تشریف لے گئے اس لیے مسلمان اس بات کا اہتمام کرنے لگے کہ شبِ برأت میں قبرستان جائیں، لیکن میرے والد ماجد حضرت مفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ سرہ ایک بڑی کام کی بات بیان فرمایا کرتے تھے، ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے، فرماتے تھے کہ جو چیز رسول کریم ﷺ سے جس درجہ میں ثابت ہو اسی درجے میں اسے رکھنا چاہیے، اس سے آگے نہیں بڑھانا چاہیے، لہذا ساری حیاتِ طیبہ میں رسول کریم ﷺ سے ایک مرتبہ جنت البقیع جانا مروی ہے کہ آپ شبِ برأت میں جنت البقیع تشریف لے گئے، چونکہ ایک مرتبہ جانا مروی ہے اس لیے تم بھی اگر زندگی میں ایک مرتبہ چلے جاؤ تو ٹھیک ہے، لیکن ہر شبِ برأت میں جانے کا اہتمام کرنا، التزام کرنا، اور اس کو ضروری سمجھنا اور اس کو شبِ برأت کے ارکان میں داخل کرنا اور اس کو شبِ برأت کا لازمی حصہ سمجھنا اور اس کے بغیر یہ سمجھنا کہ شبِ برأت نہیں ہوئی؛ یہ اس کو اس کے درجے سے آگے بڑھانے والی بات ہے۔ لہذا اگر کبھی کوئی شخص اس نقطہ نظر سے قبرستان چلا گیا کہ حضور نبی کریم ﷺ تشریف لے گئے تھے، میں بھی آپ کی اتباع میں جارہا ہوں تو ان شاء اللہ اجر وثواب ملے گا، لیکن اس کے ساتھ یہ کرو کہ کبھی جاؤ، کبھی نہ جاؤ، لہذا اہتمام اور التزام نہ کرو، پابندی نہ کرو، یہ درحقیقت دین کی سمجھ کی بات ہے کہ جو چیز جس درجہ میں ثابت ہو اس کو اسی

درجہ میں رکھو، اس سے آگے مت بڑھاؤ، اور اس کے علاوہ دوسری نفل عبادت ادا کرلو۔

پندرہ شعبان کا روزہ:

ایک مسئلہ شبِ براٗت کے بعد والے دن یعنی پندرہ شعبان کے روزے کا ہے، اس کو بھی سمجھ لینا چاہیے، وہ یہ کہ سارے ذخیرہ حدیث میں اس روزے کے بارے میں صرف ایک روایت میں ہے کہ شب برات کے بعد والے دن روزہ رکھو، لیکن یہ روایت ضعیف ہے، لہٰذا اس روایت کی وجہ سے خاص پندرہ شعبان کے روزے کو سنت یا مستحب قرار دینا بعض علماء کے نزدیک درست نہیں، البتہ پورے شعبان کے مہینے میں روزہ رکھنے کی فضیلت ثابت ہے یعنی یکم شعبان سے ستائیس شعبان تک روزہ رکھنے کی فضیلت ثابت ہے لیکن 28 اور 29 شعبان کو حضور ﷺ نے روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے کہ رمضان سے ایک دو روز پہلے روزہ مت رکھو، تاکہ رمضان کے روزوں کے لیے انسان نشاط کے ساتھ تیار رہے، لیکن یکم شعبان سے 27 شعبان تک ہر دن روزہ رکھنے میں فضیلت ہے، دوسرے یہ کہ یہ پندرہ تاریخ ایامِ بیض میں سے بھی ہے اور حضور اقدس ﷺ اکثر ہر ماہ کے ایامِ بیض میں تین دن روزہ رکھا کرتے تھے، یعنی 13، 14، 15 تاریخ کا روزہ رکھے ایک اس وجہ سے کہ یہ شعبان کا دن ہے، دوسرے اس وجہ سے کہ یہ 15 تاریخ ایامِ بیض میں داخل ہے، اگر اس نیت سے روزہ رکھ لے تو ان شاء اللہ موجبِ اجر ہوگا، لیکن خاص پندرہ تاریخ کو خصوصیت کے لحاظ سے اس روزے کو سنت قرار دینا بعض علماء کے نزدیک درست نہیں، اسی وجہ سے اکثر فقہاء کرام نے جہاں مستحب روزوں کا ذکر کیا ہے وہاں محرم کی دس تاریخ کے روزے کا ذکر کیا ہے، یوم عرفہ کے روزے کا ذکر کیا ہے، لیکن پندرہ شعبان کے روزے کا علیحدہ سے ذکر نہیں کیا، بلکہ یہ فرمایا ہے کہ شعبان کے کسی بھی دن روزہ رکھنا افضل ہے، بہر حال اگر اس نقطہ نظر سے کوئی شخص روزہ رکھ لے تو ان شاء اللہ اس پر ثواب ہوگا، باقی کسی دن کی کوئی خصوصیت نہیں۔ (اصلاحی خطبات جلد 4)

فائدہ:

پندرہ شعبان سے متعلق تفصیل کے لیے دیکھیے: فتاویٰ محمودیہ، بہشتی زیور، فتاویٰ دار العلوم زکریا، اصلاحی خطبات، فتاویٰ حقانیہ، شعبان وشبِ براٗت کے فضائل واحکام از مفتی محمد رضوان صاحب دام ظلہم۔

احادیث مبارکہ

- **شعب الایمان:**

٣٥٤٢- عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَقُومُوا لَيْلَتَهَا، وَصُومُوا يَوْمَهَا، فَإِنَّ اللهَ تَعَالَى يَقُولُ: أَلَا مِنْ مُسْتَغْفِرٍ فَأَغْفِرَ لَهُ، أَلَا مِنْ مُسْتَرْزِقٍ فَأَرْزُقَهُ، أَلَا مِنْ سَائِلٍ فَأُعْطِيَهُ، أَلَا كَذَا أَلَا كَذَا حَتَّى يَطْلُعَ الْفَجْرُ». وأَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَمْشَاذَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ، فَذَكَرَهُ بِإِسْنَادِهِ، وَذَكَرَ فِيهِ لَفْظُ النُّزُولِ، وَقَالَ بَدَلَ السَّائِلِ: «أَلَا مُبْتَلًى فَأُعَافِيَهُ»، أَلَا كَذَا...

٣٥٤٣- عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ يَغْفِرُ اللهُ مِنَ الذُّنُوبِ أَكْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ كَلْبٍ»...

٣٥٤٤-عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ وَخَرَجَتْ عَائِشَةُ تَطْلُبُهُ فِي الْبَقِيعِ، فَرَأَتْهُ رَافِعًا رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ، فَقَالَ: أَكُنْتِ تَخَافِينَ أَنْ يَحِيفَ اللهُ عَلَيْكِ وَرَسُولُهُ؟ قَالَتْ: فقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ ظَنَنْتُ أَنَّكَ أَتَيْتَ بَعْضَ نِسَائِكَ، فَقَالَ: إِنَّ اللهَ يَغْفِرُ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ أَكْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ كَلْبٍ. وَلِهَذَا الْحَدِيثِ شَوَاهِدٌ مِنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ، وَأَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، وَأَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، وَاسْتَثْنَى فِي بَعْضِهَا: الْمُشْرِكَ وَالْمُشَاحِنَ، وَفِي بَعْضِهَا: الْمُشْرِكَ، وَقَاطِعَ الطَّرِيقِ، وَالْعَاقِّ، وَالْمُشَاحِنُ، وَقَدْ رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ الْوَاسِطِيُّ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ هَارُونَ مَوْصُولًا كَمَا:

٣٥٤٥- عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: فَقَدْتُ النَّبِيَّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَخَرَجْتُ أَطْلَبُهُ، فَإِذَا هُوَ بِالْبَقِيعِ رَافِعًا رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ، فَقَالَ: يَا عَائِشَةُ أَكُنْتِ تَخَافِينَ أَنْ يَحِيفَ اللهُ عَلَيْكِ وَرَسُولُهُ؟ قَالَتْ: قُلْتُ: وَمَا بِي مِنْ ذَلِكَ، وَلَكِنِّي ظَنَنْتُ أَنَّكَ أَتَيْتَ بَعْضَ نِسَائِكَ، فَقَالَ: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَنْزِلُ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَغْفِرُ لِأَكْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ كَلْبٍ....

٣٥٤٦- عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَوْ عَنْ عَمِّهِ، عَنْ جَدِّهِ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: يَنْزِلُ اللهُ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ لِكُلِّ شَيْءٍ إِلَّا رَجُلٍ مُشْرِكٍ أَوْ فِي قَلْبِهِ شَحْنَاءُ.

٣٥٤٧- عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَمِّهِ، عَنْ جَدِّهِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

فَذَكَرَهُ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: «لِكُلِّ نَفْسٍ إِلَّا إِنْسَانًا فِي قَلْبِهِ شَحْنَاءُ أَوْ مُشْرِكًا بِاللهِ».

٣٥٤٨- وأَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدَانَ: أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُبَيْدٍ: أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عُثْمَانَ الْأَهْوَازِيُّ:

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ بِإِسْنَادِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: عَنْ أَبِيهِ، وَعَمِّهِ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، وَقَالَ: فَيَغْفِرُ لِكُلِّ مُؤْمِنٍ إِلَّا الْعَاقَّ والْمُشَاحِنَ.

٣٥٥٠- أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ وَمُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الصَّغَانِيُّ: حَدَّثَنَا شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ: أَخْبَرَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ: أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ الْحُرِّ: حَدَّثَنِي مَكْحُولٌ قال: إِنَّ اللهَ يَطْلُعُ عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ فِي النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ لَهُمْ إِلَّا لِرَجُلَيْنِ إِلَّا كَافِرٍ أَوْ مُشَاحِنٍ، لَمْ يُجَاوِزْ بِهِ مَكْحُولًا، وَقَدْ رُوِيَ عَنْ مَكْحُولٍ عَمَّنْ فَوْقَهُ مُرْسَلًا ومَوْصُولًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

٣٥٥٠- عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ الْحَضْرَمِيِّ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قال: «فِي لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ يَغْفِرُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لِأَهْلِ الْأَرْضِ إِلَّا الْمُشْرِكَ وَالْمُشَاحِنَ». هَذَا مُرْسَلٌ. وَرُوِيَ مِنْ وَجْهٍ آخَرَ عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَهُوَ أَيْضًا بَيْنَ مَكْحُولٍ، وَأَبِي ثَعْلَبَةَ مُرْسَلٌ جَيِّدٌ كَمَا:

٣٥٥١- عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: «إِذَا كَانَ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ اطَّلَعَ اللهُ إِلَى خَلْقِهِ فَيَغْفِرُ لِلْمُؤْمِنِ، وَيُمْلِي لِلْكَافِرِينَ، وَيَدَعُ أَهْلَ الْحِقْدِ بِحِقْدِهِمْ حَتَّى يَدَعُوهُ».

٣٥٥٥- عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: «إِذَا كَانَ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَنَادَى مُنَادٍ: هَلْ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ فَأَغْفِرَ لَهُ، هَلْ مِنْ سَائِلٍ فَأُعْطِيَهُ فَلَا يَسْأَلُ أَحَدٌ شَيْئًا إِلَّا أُعْطِيَ إِلَّا زَانِيَةٌ بِفَرْجِهَا أَوْ مُشْرِكٌ».

٣٥٥٦- عَنْ أَبِي رُهْمٍ، أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ، فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ: يَا أَبَا سَعِيدٍ حَدِّثْنِي بِشَيْءٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَأُحَدِّثُكَ بِمَا رَأَيْتُهُ يَصْنَعُ، قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا خَرَجَ إِلَى صَلَاةِ الصُّبْحِ، قَالَ: «اللهُمَّ امْلَأْ سَمْعِي نُورًا، وَبَصَرِي نُورًا، وَمِنْ بَيْنَ يَدَيَّ نُورًا، وَمِنْ خَلْفِي نُورًا، وَعَنْ يَمِينِي نُورًا، وَعَنْ شِمَالِي نُورًا، وَمِنْ فَوْقِي نُورًا، وَمِنْ تَحْتِي نُورًا، وَعَظِّمْ لِيَ النُّورَ بِرَحْمَتِكَ»-وَفِي رِوَايَةِ مُحَمَّدٍ: «وَأَعْظِمْ لِي نُورًا»، ثُمَّ اتَّفَقَا- قَالَتْ عَائِشَةُ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ

فَوَضَعَ عَنْهُ ثَوْبَيْهِ ثُمَّ لَمْ يَسْتَتِمَّ أَنْ قَامَ فَلَبِسَهُمَا فَأَخَذَتْنِي غَيْرَةٌ شَدِيدَةٌ ظَنَنْتُ أَنَّهُ يَأْتِي بَعْضَ صُوَيْحِباتِي فَخَرَجْتُ أَتْبَعَهُ فَأَدْرَكْتُهُ بِالْبَقِيعِ بَقِيعِ الْغَرْقَدِ يَسْتَغْفِرُ لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالشُّهَدَاءِ، فَقُلْتُ: بِأَبِي وَأُمِّي أَنْتَ فِي حَاجَةِ رَبِّكَ، وَأَنَا فِي حَاجَةِ الدُّنْيَا فَانْصَرَفْتُ، فَدَخَلْتُ حُجْرَتِي وَلِي نَفَسٌ عَالٍ، وَلَحِقَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: مَا هَذَا النَّفَسُ يَا عَائِشَةُ؟، فَقُلْتُ: بِأَبِي وَأُمِّي أَتَيْتَنِي فَوَضَعْتَ عَنْكَ ثَوْبَيْكَ ثُمَّ لَمْ تَسْتَتِمَّ أَنْ قُمْتَ فَلَبِسْتَهُمَا فَأَخَذَتْنِي غَيْرَةٌ شَدِيدَةٌ، ظَنَنْتُ أَنَّكَ تَأْتِي بَعْضَ صُوَيْحِباتِي حَتَّى رَأَيْتُكَ بِالْبَقِيعِ تَصْنَعُ مَا تَصْنَعُ، قَالَ: يَا عَائِشَةُ أَكُنْتِ تَخَافِينَ أَنْ يَحِيفَ اللهُ عَلَيْكِ وَرَسُولُهُ؟ بَلْ أَتَانِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقَالَ: هَذِهِ اللَّيْلَةُ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ وَلِلّٰهِ فِيهَا عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ بِعَدَدِ شُعُورِ غَنَمِ كَلْبٍ، لَا يَنْظُرُ اللهُ فِيهَا إِلَى مُشْرِكٍ، وَلَا إِلَى مُشَاحِنٍ، وَلَا إِلَى قَاطِعِ رَحِمٍ، وَلَا إِلَى مُسْبِلٍ، وَلَا إِلَى عَاقٍّ لِوَالِدَيْهِ، وَلَا إِلَى مُدْمِنِ خَمْرٍ. قَالَ: ثُمَّ وَضَعَ عَنْهُ ثَوْبَيْهِ فَقَالَ لِي: يَا عَائِشَةُ تَأْذَنِينَ لِي فِي قِيَامِ هَذِهِ اللَّيْلَةِ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ بِأَبِي وَأُمِّي، فَقَامَ فَسَجَدَ لَيْلًا طَوِيلًا حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ قُبِضَ فَقُمْتُ أَلْتَمِسُهُ، وَوَضَعْتُ يَدِي عَلَى بَاطِنِ قَدَمَيْهِ فَتَحَرَّكَ فَفَرِحْتُ وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ فِي سُجُودِهِ:أَعُوذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ، وَأَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ، جَلَّ وَجْهُكَ، لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ، فَلَمَّا أَصْبَحَ ذَكَرْتُهُنَّ لَهُ فَقَالَ: يَا عَائِشَةُ تَعَلَّمْتِهِنَّ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ: تَعَلَّمِيهِنَّ وَعَلِّمِيهِنَّ، فَإِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَّمَنِيهِنَّ وَأَمَرَنِي أَنْ أُرَدِّدَهُنَّ فِي السُّجُودِ.

ماہِ شعبان اور شبِ برأت سے متعلق بعض امور کی وضاحت

ماہِ شعبان میں اللہ کی بارگاہ میں اعمال کی پیشی:

یہ بات حدیث شریف سے ثابت ہے کہ ماہِ شعبان میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اعمال پیش کیے جاتے ہیں، چنانچہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں نے آپ کو ماہِ شعبان میں جس قدر کثرت سے روزے رکھتے ہوئے دیکھا اتنا کسی اور مہینے میں روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا، تو حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ’’یہ مہینہ جو کہ رجب اور رمضان کے درمیان ہے اس سے لوگ غافل ہوتے ہیں، یہ وہ مہینہ ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اعمال پیش کیے جاتے ہیں تو میری خواہش ہے کہ میرے اعمال اس حالت میں پیش کیے جائیں کہ میرا روزہ ہو۔‘‘

- سنن النسائی میں ہے:

٢٣٥٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ أَبُو الْغُصْنِ شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، لَمْ أَرَكَ تَصُومُ شَهْرًا مِنَ الشُّهُورِ مَا تَصُومُ مِنْ شَعْبَانَ، قَالَ: «ذَلِكَ شَهْرٌ يَغْفُلُ النَّاسُ عَنْهُ بَيْنَ رَجَبٍ وَرَمَضَانَ، وَهُوَ شَهْرٌ تُرْفَعُ فِيهِ الْأَعْمَالُ إِلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ فَأُحِبُّ أَنْ يُرْفَعَ عَمَلِي وَأَنَا صَائِمٌ».

واضح رہے کہ بعض کمزور روایات سے پندرہ شعبان کی رات کو اعمال کا پیش ہونا ثابت ہوتا ہے جس کا ذکر آگے آرہا ہے ان شاءاللہ۔

تنبیہ:

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اعمال پیش کیے جانے سے متعلق مختلف روایات منقول ہیں، بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر روز اعمال پیش کیے جاتے ہیں، جبکہ بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ پیر اور جمعرات کو اعمال پیش کیے جاتے ہیں، چوں کہ یہ زیرِ نظر تحریر کا موضوع نہیں ہے اس لیے اس قدر وضاحت کافی ہے۔

کیا شبِ برأت کی فضیلت قرآن کریم سے ثابت ہے؟

قرآن کریم سورۃ الدخان میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

حٰمٓ(1) وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ(2) اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ(3) فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ(4)

ترجمہ: "حٰمٓ(1) قسم ہے اس کتاب کی جو حق کو واضح کرنے والی ہے(2) کہ ہم نے اسے ایک مبارک رات میں اتارا ہے (کیونکہ) ہم لوگوں کو خبردار کرنے والے تھے،(3) اسی رات میں ہر حکیمانہ معاملہ ہمارے حکم سے طے کیا جاتا ہے۔(4)" (آسان ترجمہ قرآن)

اس آیت میں جس مبارک رات کا ذکر ہے اس سے شبِ برأت مراد ہے یا شبِ قدر؟ تو واضح رہے کہ جمہور اہلِ علم کے نزدیک اس سے مراد شبِ قدر ہے، جہاں تک شبِ برأت کا تعلق ہے تو قرآن کریم میں اس رات سے متعلق کوئی تذکرہ موجود نہیں، لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اس رات کی کوئی فضیلت ہی نہیں کیوں کہ شبِ برأت کی فضیلت احادیث سے ثابت ہے، اور امت کے جلیل القدر ائمہ کرام نے اس کی فضیلت اور اہمیت کو تسلیم کیا ہے، جیسا کہ پچھلی قسط میں اس کا تفصیلی ذکر ہو چکا۔

1۔ شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دام ظلہم مذکورہ آیات کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

1: [آیت نمبر 3] سے مراد شبِ قدر ہے، کیونکہ اسی رات میں قرآن کریم لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا پر نازل کیا گیا، اور پھر وہاں سے تھوڑا تھوڑا کر کے آنحضرت ﷺ پر نازل ہوتا رہا۔

2: [آیت نمبر 4] کا مطلب یہ ہے کہ اس سال میں جو اہم واقعات ہونے والے ہوتے ہیں مثلاً یہ کہ فلاں شخص پیدا ہوگا، اسے اتنا رزق دیا جائے گا، فلاں کا انتقال ہوگا؛ یہ ساری باتیں عملی تنفیذ کے لیے متعلقہ فرشتوں کے حوالے کر دی جاتی ہیں۔ (آسان ترجمہ قرآن)

2۔ مفتی اعظم پاکستان مفتی شفیع صاحب رحمہ اللہ تفسیر معارف القرآن میں مذکورہ آیات کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

"لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ" سے مراد جمہور مفسرین کے نزدیک شبِ قدر ہے جو رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں ہوتی ہے، اس رات کو مبارک فرمانا اس لیے ہے کہ اس رات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندوں پر بیشمار خیرات و برکات نازل ہوتی ہیں اور قرآن کریم کا شبِ قدر میں نازل ہونا قرآن کی سورتِ قدر میں تصریح کے ساتھ آیا ہے: اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ، اس سے ظاہر ہوا کہ یہاں بھی "لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ" سے مراد شبِ قدر ہی ہے۔ اور ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ سے یہ بھی منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جتنی کتابیں ابتدائے دنیا سے آخر تک اپنے انبیاء علیہم السلام پر نازل فرمائی ہیں وہ سب کی سب ماہِ رمضان المبارک ہی کی مختلف تاریخوں میں نازل ہوئی ہیں۔ حضرت قتادہ نے بروایتِ واثلہ رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صحفِ ابراہیم علیہ السلام رمضان کی پہلی تاریخ میں اور تورات رمضان کی چھٹی تاریخ میں، زبور بارہویں میں، انجیل اٹھارویں میں اور قرآن چوبیس تاریخ گزرنے کے بعد یعنی پچیسویں شب میں نازل ہوا۔ (قرطبی)

قرآن کے شبِ قدر میں نازل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ لوحِ محفوظ سے پورا قرآن سماءِ دنیا پر اسی رات میں نازل کر دیا گیا تھا، پھر تیئیس سال کی مدت میں تھوڑا تھوڑا رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوتا رہا۔ اور بعض حضرات نے فرمایا کہ ہر سال میں جتنا قرآن نازل ہونا مقدر ہوتا تھا اتنا ہی شبِ قدر میں لوحِ محفوظ سے سماءِ دنیا پر نازل کر دیا جاتا تھا۔ (قرطبی)

اور بعض مفسرین عکرمہؒ وغیرہ سے منقول ہے کہ انہوں نے اس آیت میں "لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ" سے مراد شبِ برأت یعنی نصف شعبان کی رات قرار دی ہے، مگر اس رات میں نزولِ قرآن دوسری تمام نصوصِ قرآن اور روایاتِ حدیث کے خلاف ہے، "شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ" (البقرۃ: 185) اور "اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ" جیسی کھلی نصوص کے ہوتے ہوئے بغیر کسی قوی دلیل کے نہیں کہا جاسکتا کہ

نزولِ قرآن شبِ برأت میں ہوا، البتہ شعبان کی پندرہویں شب کو بعض روایاتِ حدیث میں شبِ برأت یا "لیلۃُ الصَّكِ" کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس رات کا مبارک ہونا اور اس میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نزول کا ذکر ہے۔ اس کے ساتھ بعض روایات میں یہ مضمون بھی آیا ہے جو اس جگہ "لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ" کی صفت میں بیان فرمایا ہے یعنی: فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ (4) اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا. یعنی اس رات میں ہر حکمت والے معاملہ کا فیصلہ ہماری طرف سے کیا جاتا ہے، جس کے معنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ بیان فرماتے ہیں کہ یہ رات جس میں نزولِ قرآن ہوا، یعنی شب قدر، اسی میں مخلوقات کے متعلق تمام اہم امور جن کے فیصلے اس سال میں اگلی شب قدر تک واقع ہونے والے ہیں طے کیے جاتے ہیں کہ کون کون اس سال میں پیدا ہوں گے؟ کون کون آدمی اس میں مریں گے؟ کس کو کس قدر رزق اس سال میں دیا جائے گا؟ یہی تفسیر دوسرے ائمہ تفسیر حضرت قتادہؒ، مجاہدؒ، حسنؒ وغیرُھم سے بھی منقول ہے، اور مہدوی نے فرمایا کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ یہ تمام فیصلے جو تقدیرِ الٰہی میں پہلے ہی سے طے شدہ تھے اس رات میں متعلقہ فرشتوں کے سپرد کر دیے جاتے ہیں، کیونکہ قرآن و سنت کی دوسری نصوص اس پر شاہد ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلے انسان کی پیدائش سے بھی پہلے ازل ہی میں لکھ دیے تھے۔ تو اس رات میں ان کے طے کرنے کا حاصل یہی ہو سکتا ہے کہ قضا و قدر کی تنفیذ جن فرشتوں کے ذریعہ ہوتی ہے اس رات میں یہ سالانہ احکام ان کے سپرد کر دیے جاتے ہیں۔ (قرطبی)

چونکہ بعض روایاتِ حدیث میں شبِ برأت یعنی شعبان کی پندرہویں شب کے متعلق بھی آیا ہے کہ اس میں آجال واَرزاق کے فیصلے لکھے جاتے ہیں، اس لیے بعض حضرات نے آیت مذکورہ میں "لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ" کی تفسیر لیلۃ البراءت سے کر دی ہے، مگر یہ صحیح نہیں کیونکہ یہاں اس رات میں نزولِ قرآن کا ذکر سب سے پہلے ہے اور اس کا رمضان میں ہونا قرآن کی نصوص سے متعین ہے۔ اور شبِ برأت کے متعلق جو یہ مضمون بعض روایات میں آیا ہے کہ اس میں ارزاق وغیرہ کے فیصلے ہوتے ہیں اول تو ابن کثیر نے اس کے متعلق فرمایا کہ یہ روایت مرسل ہے اور ایسی روایت نصوص صریحہ کے مقابلہ میں قابلِ اعتماد نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح

قاضی ابو بکر بن عربی نے فرمایا کہ نصف شعبان کی رات کے بارے میں کوئی قابلِ اعتماد روایت ایسی نہیں جس سے ثابت ہو کہ رزق اور موت وحیات کے فیصلے اس رات میں ہوتے ہیں بلکہ انہوں نے فرمایا کہ اس رات کی فضیلت میں بھی کوئی قابلِ اعتماد حدیث نہیں آئی، لیکن روح المعانی میں ایک بلاسند روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس مضمون کی نقل کی ہے کہ رزق اور موت وحیات وغیرہ کے فیصلے نصف شعبان کی رات میں لکھے جاتے ہیں اور شبِ قدر میں فرشتوں کے حوالے کیے جاتے ہیں، اگر یہ روایت ثابت ہو تو اس طرح دونوں قول میں تطبیق ہو سکتی ہے، ورنہ اصل بات جو ظاہرِ قرآن اور احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے وہ یہی ہے کہ سورت دُخان کی آیت میں "لَيْلَةٍ مُّبٰـرَكَةٍ" اور "فِيْهَا يُفْرَقُ" وغیرہ کے سب الفاظ شبِ قدر ہی کے متعلق ہیں۔ رہا شبِ برأت کی فضیلت کا معاملہ سو وہ ایک مستقل معاملہ ہے جو بعض روایاتِ حدیث میں منقول ہے مگر وہ اکثر ضعیف ہیں، اس لیے قاضی ابو بکر بن عربیؒ نے اس رات کی کسی فضیلت سے انکار کیا ہے، لیکن شبِ برأت کی فضیلت کی روایات اگرچہ باعتبارِ سند کے ضعف سے کوئی خالی نہیں لیکن تعدُّدِ طُرق اور تعددِ روایات سے ان کو ایک طرح کی قوت حاصل ہو جاتی ہے، اس لیے بہت سے مشائخ نے ان کو قبول کیا ہے کیونکہ فضائل اعمال میں ضعیف روایات پر عمل کر لینے کی بھی گنجائش ہے۔ واللہ اعلم (معارف القرآن)

شبِ قدر میں تقدیر کے فیصلوں کا ہونا:

ماقبل کی تفصیل کی روشنی میں یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ تقدیر کے فیصلے شبِ قدر میں ہوا کرتے ہیں جس کا ذکر سورۃ الدخان میں بھی ہے، جیسا کہ جمہور مفسرین کرام نے سورتِ دخان کی ابتدائی آیات سے شبِ قدر ہی مراد لی ہے اور یہی زیادہ راجح ہے، اس لیے شبِ قدر میں تقدیر کے متعدد فیصلوں کا ہونا ٹھوس دلائل سے ثابت ہے، اس لیے یہ معاملہ تو واضح ہے۔

ماہِ شعبان اور شبِ برأت میں تقدیر کے متعدد فیصلوں کا ہونا:

1۔ احادیث مبارکہ میں شبِ برأت سے متعلق متعدد باتیں ثابت ہیں، جن میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ

اس رات تقدیر سے متعلق متعدد فیصلے ہوا کرتے ہیں، چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا کہ: "اے عائشہ! کیا تمہیں معلوم ہے کہ اس [15 شعبان] کی رات میں کیا ہوتا ہے؟" حضرت عائشہ نے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول! اس رات میں کیا ہوتا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: "اس رات میں یہ ہوتا ہے کہ اس سال جتنے بھی بنی آدم پیدا ہونے والے ہیں وہ سب لکھ دیے جاتے ہیں اور جتنے بنی آدم اس سال فوت ہونے والے ہیں وہ سب لکھ دیے جاتے ہیں، اور اس رات میں بندوں کے اعمال اٹھائے جاتے ہیں، اور اس رات میں لوگوں کا مقررہ رزق اترتا ہے۔"

- الدعوات الکبیر للبیہقی:

٥٣٠- عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ .... فَمَا زَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي قَائِمًا وَقَاعِدًا حَتَّى أَصْبَحَ، فَأَصْبَحَ وَقَدِ اضْمَغَدَتْ قَدَمَاهُ، فَإِنِّي لَأَغْمِزُهَا، وأقول: بِأَبِي أَنْت وَأُمِّي، أَتْعَبْتَ نَفْسَكَ، أَلَيْس قَدْ غَفَرَ اللهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ؟ أَلَيْس قَدْ فَعَلَ اللهُ بِكَ؟ أَلَيْس أَلَيْس؟ فَقَالَ: يَا عَائِشَةُ، أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا؟ هَلْ تَدْرِينَ مَا فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ؟ قَالَتْ: مَا فِيهَا يَا رَسُولَ اللهِ؟ فَقَالَ: فِيهَا أَنْ يُكْتَبَ كُلُّ مَوْلُودٍ مِنْ مولود بَنِي آدَمَ فِي هَذِهِ السَّنَةِ، وَفِيهَا أَنْ يُكْتَبَ كُلُّ هَالِكٍ مِنْ بَنِي آدَمَ فِي هَذِهِ السَّنَةِ، وَفِيهَا تُرْفَعُ أَعْمَالُهُمْ، وَفِيهَا تَنْزِلُ أَرْزَاقُهُمْ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا من أَحَدٌ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا بِرَحْمَةِ اللهِ؟ قَالَ: مَا مِنْ أَحَدٍ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا بِرَحْمَةِ اللهِ، قُلْتُ: وَلَا أَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى هَامَتِهِ فَقَالَ: وَلَا أَنَا إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِيَ اللهُ مِنْهُ بِرَحْمَةٍ، يَقُولُهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

(باب القول والدعاء ليلة البراءة)

2۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ماہِ شعبان میں تقدیر کے متعدد فیصلے ہوتے ہیں جیسا کہ مسند ابی یعلیٰ کی حدیث ہے کہ شعبان میں ان تمام بنی آدم کا نام لکھ دیا جاتا ہے جنھیں آئندہ سال موت آنی ہے:

٤٩١١- عن أبي سلمة عن أبي هريرة: أن عائشة حدثتهم أن النبي ﷺ كان يصوم شعبان كله، قالت : قلت: يارسول الله أحب الشهور إليك أن تصومه شعبان، قال: «إن الله يكتب على

كل نفس ميتة تلك السنة فأحب أن يأتيني أجلي وأنا صائم».

اسی طرح مصنف ابن ابی شیبہ میں بھی روایت ہے کہ:

٩٨٥٧- عَنِ الْمُهَاجِرِ أَبِي الْحَسَنِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي شَهْرٍ أَكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ فِي شَعْبَانَ، وَذَلِكَ أَنَّهُ تُنْسَخُ فِيهِ آجَالُ مَنْ يَمُوتُ فِي السَّنَةِ.

ممکن ہے کہ ماہِ شعبان میں تقدیر کے فیصلے پندرہ شعبان کی رات ہی کو ہوتے ہوں، اس طرح دونوں طرح کی روایات میں تطبیق ہو جاتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

تنبیہ: اسی طرح کی بعض دیگر روایات بھی ذخیرۂ احادیث میں موجود ہیں جن سے ماہِ شعبان اور شبِ برأت میں تقدیر کے بعض فیصلوں کا ہونا ثابت ہوتا ہے۔ ان روایات میں چوں کہ ضعف یعنی کمزوری پائی جاتی ہے اس لیے بعض اہلِ علم نے ان کو قبول نہیں کیا بلکہ اس کو سورتِ دخان کی آیت کے خلاف قرار دیا ہے جس کی کچھ تفصیل تفسیر معارف القرآن کے حوالے سے گزر چکی، البتہ بعض اہلِ علم کے نزدیک ان روایات کی کمزوری کے باوجود بھی ان سب کو ملا کر مجموعی اعتبار سے یہ روایات کسی درجے میں قابلِ قبول ہیں، اس لیے ان تمام احادیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ماہِ شعبان اور شبِ برأت میں بھی تقدیر کے بعض فیصلے ہوتے ہیں۔

ماہِ شعبان اور شبِ برأت میں تقدیر کے فیصلوں سے متعلق بعض شبہات کا ازالہ

شبہ 1: ماقبل کی تفصیل پر یہ شبہ کیا جاتا ہے کہ جب تقدیر پہلے لکھی جا چکی ہے تو پھر ماہِ شعبان اور شبِ برأت میں تقدیر کے فیصلے لکھے جانے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: اس کا جواب بعض اہل علم نے یہ دیا ہے کہ عین ممکن ہے کہ ماہِ شعبان اور شبِ برأت میں لوحِ محفوظ میں لکھے گئے ان فیصلوں کی فہرست علیحدہ کر کے ان فرشتوں کے سپرد کر دی جاتی ہے جن کے ذمے یہ کام ہیں۔

شبہ 2: مذکورہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ماہِ شعبان اور شبِ برأت میں بھی تقدیر کے بعض فیصلے ہوتے

ہیں جبکہ ماقبل میں یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ تقدیر کے فیصلے شبِ قدر میں ہوتے ہیں۔

جواب: حقیقت یہی ہے کہ شبِ قدر میں تقدیر کے فیصلوں کا ہونا ٹھوس دلائل سے ثابت ہے اس لیے اسی کو اصل قرار دیا جائے گا، البتہ جہاں تک ماہِ شعبان اور شبِ برأت میں تقدیر کے فیصلے ہونے کا تعلق ہے تو یہ بھی بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے جیسا کہ ماقبل میں بیان ہوچکا، یہ روایات بعض اہلِ علم کے نزدیک تو قابلِ قبول ہی نہیں جبکہ بعض اہلِ علم کے نزدیک اگرچہ کمزور ہیں لیکن مجموعی اعتبار سے قابلِ قبول ہیں، اس لیے مناسب یہی ہے کہ ان احادیث کو بھی نظر انداز نہ کیا جائے، بلکہ دونوں میں تطبیق اور جوڑ پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے یوں کہا جائے کہ ممکن ہے کہ ماہِ شعبان اور شبِ برأت میں تقدیر کے اِجمالی فیصلے ہوتے ہوں جبکہ شبِ قدر میں تفصیلی طور پر، یا ماہِ شعبان اور شبِ برأت کو محض فیصلے ہوتے ہیں جبکہ شبِ قدر میں ان فیصلوں کی فہرست عمل درآمد کے لیے مقررہ فرشتوں کے حوالے کردی جاتی ہے۔

فائدہ:

ماہِ شعبان اور شبِ برأت میں تقدیر کے فیصلے ہونے سے متعلق تفصیل کے لیے مفتی محمد رضوان صاحب دام ظلہم کی کتاب ''ماہِ شعبان اور شبِ برأت کے فضائل واحکام'' اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے افادات پر مشتمل کتاب ''احکامِ شبِ برأت وشبِ قدر'' ملاحظہ فرمائیں۔

کیا شبِ برأت میں اعمال نامہ تبدیل ہوتا ہے؟

بعض لوگ کہتے ہیں کہ شبِ برأت کو اعمال نامے تبدیل ہوتے ہیں تو واضح رہے کہ قرآن وسنت سے اس بات کا ثبوت نہیں مل سکا، اس لیے یہ بات درست نہیں۔

شبِ برأت سے قبل معافی کے پیغامات بھیجنے کی حقیقت:

شبِ برأت آنے سے پہلے بہت سے لوگ یہ پیغامات پھیلاتے رہتے ہیں کہ شبِ برأت آنے والی ہے، اس رات نامہ اعمال تبدیل ہوتا ہے اس لیے یہ رات آنے سے پہلے ہی مجھے معاف کردیں۔ اس طرح کے بہت

سے پیغامات ایک دوسرے کو بھیجے جاتے ہیں۔اس حوالے سے درج ذیل باتیں سمجھنے کی ضرورت ہے:

1۔شبِ برأت میں نامہ اعمال کی تبدیلی والی بات قرآن وسنت سے ثابت نہیں،اس لیے یہ درست نہیں۔

2۔یہ حقیقت ہے کہ شبِ برأت میں اللہ تعالیٰ بہت سے مسلمانوں کی بخشش فرماتے ہیں البتہ بعض بدنصیب اس رات بھی محروم رہ جاتے ہیں،ان میں سے وہ لوگ بھی ہیں جو رشتے توڑنے والے ہیں یا والدین کے نافرمان ہیں،اس تناظر میں شبِ برأت آنے سے پہلے ہی خصوصی طور معافی تلافی ہو جانی چاہیے تاکہ اس رات مغفرت سے محروم نہ رہ جائیں، البتہ یہ معافی تلافی کا سلسلہ محض رسمی نہیں ہونا چاہیے بلکہ اسے حقیقت کا روپ دینا چاہیے،یعنی واقعتًا باہمی معافی تلافی کر لینی چاہیے، لیکن دیکھنے میں یہ آتا ہے کہ یہ معافی تلافی کا سلسلہ محض رسمی پیغامات بھیجنے کی حد تک ہی محدود رہتا ہے اور حقیقت میں کوئی معافی تلافی نہیں کی جاتی، بلکہ یوں بھی دیکھنے کو ملتا ہے کہ جن کے ساتھ رنجشیں اور ناراضگیاں ہیں ان کے ساتھ تو معافی تلافی ہی نہیں کی جاتی اور جن کے ساتھ کوئی ناراضگی اور رنجش نہیں ہے ان کو معافی کے پیغامات بھیجے جا رہے ہوتے ہیں، ظاہر ہے کہ یہ قابلِ اصلاح بات ہے۔

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی
13 شعبان المعظم 1441ھ/7اپریل2020